ڈاکٹر صابر آفاقی

کشمیر کے فارسی مورخین

سرزمین کشمیر میں تاریخ نویسی کی روایت بہت پرانی ہے۔ ہندوؤں کے عہد میں اس خطہ کی مذہبی اور سرکاری زبان سنسکرت تھی۔ چنانچہ آج بھی تاریخ کی چند کتابیں ملتی ہیں جو کشمیری پنڈتوں نے سنسکرت نظم و نثر میں تالیف کی تھیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ برعظیم پاکستان و ہند میں تاریخ نویسی کو ایک فن و علم کی حیثیت سے متعارف کرانے والے مسلمان ہیں۔ اور انہی کے نقش قدم پر چل کر ہندوؤں نے تاریخ لکھنا سیکھا۔ ورنہ آج سے ساٹھ سال پیشتر بھی ہندو اہل قلم اس فن سے نا آشنا تھے۔

کشمیر کی تاریخ جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ اسلام اور فارسی زبان آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں یہاں پہنچی اور بہت جلد فارسی سرکاری زبان بن گئی[1]۔ مسلمانوں کی حکومت شروع ہوتے ہی کشمیر کے علما اور مبلغین کے دل میں اس علاقہ کی تاریخ لکھنے کا خیال پیدا ہوا اور انھوں نے چند عمدہ تاریخی کتابیں فارسی میں تحریر کیں جو دست برد زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ اس سلسلے میں ملا احمد کی "وقائع کشمیر"، ملا نادری کی "تاریخِ کشمیر"، قاضی حمید کی "تاریخِ کشمیر" اور ملا حسین قاری کی "تاریخِ کشمیر" کا نام لیا جا سکتا ہے۔ بقول حسن اب جن کا اسم معلوم اور جسم معدوم ہے۔ مسلمانوں اور سکھوں کے دورِ حکومت میں کئی کتابیں اور لکھی گئیں جو شہرت نہ پا سکیں۔ مثلاً "تاریخ التنویر" محتشم مرزا، "تاریخ قلمرو کشمیر" قاضی ابراہیم "تاریخ کبیر"، ملا عبدالکبیر سرائے بیلی "تاریخ کشمیر" محمد خلیل مرجان پوری، "مراۃ الاولیا" ملا احمد اللہ کاشمیری، "عمدۃ التواریخ" سوہن لال وغیرہ۔

---

[1] ملاحظہ ہو میرا مقالہ، مجلہ ہنر و مردم، مہر و آبانماہ ۱۳۴۹۔ طہران۔

اب ہم کشمیر کی تاریخ پر فارسی میں لکھی گئی ایسی کتب کا تعارف کراتے ہیں جن کے چاپی اور قلمی نسخے ایشیا اور یورپ کے کتاب خانوں میں موجود ہیں۔ ان میں بعض تو ایسی ہیں جو شائع بھی ہو چکی ہیں۔ مضمون میں ہم تاریخِ تالیف کے لحاظ سے ترتیبِ زمانی کا خیال رکھیں گے۔

تاریخ رشیدی : (تالیف ۹۵۱ھ)

مرزا محمد حیدر دوغلات (مقتول ۹۵۸ھ) ابن محمد حسین گورگان ابن محمد حیدر گورگان، اس کتاب کا مصنف ہے۔ وہ بابر کی خالہ نگار خانون کا بیٹا تھا۔ حیدر دغلت کا باپ شاہی بیگ خان ۹۱۴ھ میں مارا گیا۔ بابر ۹۱۵ھ میں کابل میں تھا کہ اس نے حیدر دُغلت کو یہاں بلا بھیجا۔ چنانچہ دغلت نے بابر کے ساتھ جنگِ حصار (۹۱۷ھ) میں بڑی بہادری سے حصہ لیا۔ بعد میں دغلت، سعد خان کی مہماتِ جنگی میں شامل ہوا اور ۹۳۸-۹۳۹ھ میں کشمیر پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ اس نے چار ہزار کے لشکر سے حملہ کیا تھا اور تبت کو بھی سلطنتِ کشمیر میں شامل کر لیا تھا۔ تاریخِ حیدر دغلات ابوالمظفر عبدالرشید خان ابن ابوالفتح سلطان سعید کے نام سے منسوب ہے اور اسی لیے اس کا نام "تاریخِ رشیدی" مشہور ہوا۔ مرزا حیدر دغلت نے اسے ۹۵۲ھ میں کشمیر میں قلم بند کیا۔ اس وقت اس کے جلوس کا پانچواں سال تھا۔ کتاب کا کچھ حصہ ۹۵۳ھ میں بھی تحریر ہوا۔ یہ کتاب خوانینِ مغولستان کی تاریخ ہے لیکن اس میں کشمیر اور اس کی تسخیر کے واقعات بھی ملتے ہیں۔ کتاب کے دو حصے ہیں۔ دفتر اول میں تغلق تیمور سے عبدالرشید خاں تک کے واقعات درج ہیں۔ دفتر دوم میں مصنف کی یادداشت میں ازبک، چغتائی اور شاہزادگان کے حالات تحریر ہیں۔ "تاریخِ رشیدی" کا ماخذ زبانی روایات اور شرف الدین یزدی کا "ظفرنامہ" ہے۔ دفتر دوم دغلت نے ۹۴۸ھ میں لکھا تھا اور اس میں ملکی انتظام پر بھی مفید ہدایات ملتی ہیں۔ تاریخ کے علاوہ جغرافیائی حالات بھی درج ہیں۔ تیمور شاہزادے کی اس تاریخ کو مشہور خاورشناس ارسکین اور ایلیئٹ نے بڑی اہمیت دی ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ قلمی نسخے انڈیا آفس لائبریری، برٹش میوزیم اور پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں۔

راج ترنگنی : (ترجمہ : ۹۹۷ھ)

جیساکہ ہم نے پہلے اشارہ کیا ہے کشمیر کی تاریخ قدیم ادوار سے ہی مرتب کی جاتی رہی ہے۔ کشمیر کی سیاسی، تمدنی اور مذہبی تاریخ "راج ترنگنی" (بحر الملوک) جب پنڈت کلہن کشمیری نے ۱۱۴۹ء میں نظم کی تو اس کے سامنے گیارہ تاریخی ماخذ موجود تھے۔ جن کا ذکر وہ خود کرتا ہے۔ راج ترنگنی سنسکرت شعر میں ہے اور آٹھ ابواب (ترنگ) پر مشتمل ہے۔ اس میں چہار ہزار سال کی تاریخ درج ہے۔

راج ترنگنی کا فارسی ترجمہ سلطان زین العابدین بڈھ شاہ (۸۲۷ تا ۸۷۹ھ ۔ ۱۴۲۲ تا ۱۴۷۲ء) نے ملا احمد کشمیری سے کروایا تھا مگر آج یہ ترجمہ ناپید ہے۔

پھر اکبر اعظم کے حکم سے ملا شاہ محمد شاہ آبادی کشمیری نے اس کا ترجمہ کیا۔

کشمیر ۹۹۴ھ ۔ ۱۵۸۶ء میں فتح ہوا اور سلطنت مغلیہ کا جزو بنا اور ۱۷۵۲ء تک تقریباً ایک سو پچاس گورنر کشمیر پر حکومت کرتے رہے۔ اکبر اعظم (۹۶۳ تا ۱۰۱۴ھ) نے ۹۹۷ھ ۔ ۱۵۸۹ء میں کشمیر کا دورہ کیا اور چار مہینے یعنی دوم جمادی الثانی سے دوم ذی قعدہ تک اس کا قیام یہیں رہا۔ اسی دوران اسے راج ترنگنی کا علم ہوا اور اس کے ترجمہ کا حکم دیا گیا۔ اس واقعہ کے بارے میں نرائن کول عاجز اپنی کتاب میں لکھتا ہے :

چوں رایات ہمایون بار اول دریں سرابستان ہمیشہ بہار برافروختہ آمد کتابی بہ ہندی زبان راجہ ترنگی (راج ترنگنی) نام بہ پیشگاہ حضور آوردند کہ احوال چہار ہزار سالہ و کسری از مسند نشینان باز گوکند[1]

کہتے ہیں چونکہ مُلا شاہ محمد کا ترجمہ مشکل اور پیچیدہ تھا۔ لہٰذا اکبر نے مُلا عبدالقادر بدایونی کو اس کی تسہیل و تہذیب پر مامور کیا تھا۔ بدایونی لکھتا ہے :

در عرض دو ماہ انتخاب نمودہ ایں در آخر نوشت :

در عرض یک دو ماہ بتقریب حکم شاہ — ایں نامہ شد چو خط پری پیکراں سیاہ[2]

---

[1] تاریخ عاجز قلمی، دانشگاہ طہران شمارہ ۵۳۲۸ برگ ۴۵

[2] منتخب التواریخ ج ۲، ص ۳۷۴۔

لیکن حیرت یہ ہے کہ راج ترنگنی کے موجودہ تینوں قلمی نسخوں میں یہ شعر نہیں ملتا۔[۱]

تاریخ حیدر ملک: (تالیف: ۱۰۳۰ھ)

ملک حیدر ابن ملک محمد ناجی موضع چادورہ پرگنہ ناگام کشمیر کا باشندہ تھا، اس کا لقب چغتائی اور خطاب رئیس الملک تھا۔ حیدر چادورہ کی "تاریخ کشمیر" اہم ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس نے اسے ۱۰۲۷ھ میں لکھنا شروع کیا اور ۱۰۳۰ھ میں ختم کرلیا۔ یاد رہے کہ چادورہ کا والد جہانگیر کے دور حکومت میں اہم خدمات انجام دیتا رہا۔ چنانچہ جب جامع سری نگر جل گئی تھی تو بادشاہ مذکور نے ملک محمد ناجی کو اس کی درستی پہ مامور کیا تھا۔ جب چک خاندان کی حکومت ختم ہوگئی تو اکبر اور جہانگیر نے ملک خاندان کو بے حد نوازا۔ ملک حیدر، شیر افگن کے قتل کا عینی شاہد بھی تھا اور وہی نورجہان کو جہانگیر کے دربار میں لایا تھا۔ اس کی شجاعت و وفاداری کے صلہ میں جہانگیر نے ملک حیدر کو چغتائی کا لقب اور رئیس الملک کا خطاب عنایت فرمایا تھا۔ تاریخ کی تالیف کے بارے میں حیدر ملک لکھتا ہے:

احقر مریدان اخلاص پرست حیدر ملک چادورہ کہ بلقب چغتائی سرفراز و بخطاب رئیس الملکی از ابنائے جنس ممتاز است۔ باوجود اشتغال بخدمات شاہنشاہی خواست کہ بسبیل ایجاز و اختصار سطری چند در بیان احوال آبا و اجداد خود کہ اہل شوکت و حشمت بودہ اند و سایر سلاطین و امرا ملک کشمیر..... بسمت تحریر درآورد تا احوال ایشان از صحائف روزگار و الواح لیل و نہار محو نگردد۔[۲]

حیدر ملک کی تاریخ ہندو اساطیر کے مطابق ستی سر کے واقعہ سے شروع ہوتی ہے اور

---

[۱] راقم نے ترجمۂ راج ترنگنی کے تین فارسی قلمی نسخوں کی تصحیح کرکے طہران یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔ سات سو صفحے کی اس مستند اور ضخیم تاریخی کتاب کی اشاعت کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوسکا۔ راج ترنگنی کی تصحیح کا مادۂ تاریخ راقم نے یوں نکالا ہے:

صابر تو بیفزا تز برجمح کہ تا بینی ۷۰۲   تاریخ تصحیحش را از راج ترنگینی
۹۴۴ (۱۳۵۱) قمری شمسی

[۲] کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ ص ۱۰۷

۱۰۳۰ھ تک کے واقعاتِ تاریخی پر مشتمل ہے۔ کتاب جہانگیر کے نام معنون ہے اور آغاز اس بیت سے ہوتا ہے:

ای آنکہ جہان بوحدت تست گواہ — کس را نبود در حرمِ کنہہ تو راہ

یہ کتاب دو قسمت پر مشتمل ہے۔ قسمتِ اول میں راجہ ہائے کشمیر اور بادشاہانِ ولایات کا ذکر ہے۔ قسمتِ دوم میں اُن خانوادہ ہائے ہم عصر کی تاریخ عمومی ہے جو ایران، ترکستان پر حکومت کرتے تھے۔ اس کے چھ باب ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

باب اول: تاریخِ طاہریاں، سامانیان، غزنویان، غوریان، بویہ، سلجوقیان، خوارزم شاہیان، آتابکان، اسماعیلیان و سلاطین آل کرت۔

باب دوم: شاہانِ مغول

باب سوم: وہ سلاطین جو سلطان ابوسعید کے بعد برسر اقتدار آئے۔

باب چہارم: سلاطین قراقونیلو، اور اق قونیلو۔

باب پنجم: ان سلاطین کا ذکر جنھوں نے ۹۰۶ھ کے بعد ترکستان و خراسان پر حکومت کی۔

حیدر ملک کی تاریخ کے قلمی مخطوطے کیمبرج، برٹش میوزیم، بودلیان اور پیرس کے کتابخانوں میں موجود ہیں۔

بہارستانِ شاہی: (تالیف ۱۰۳۵ھ)

بہارستانِ شاہی کشمیر کی بڑی مفصل اور قابلِ اعتماد تاریخ ہے۔ اس کے مولف کا نام کتاب میں کسی جگہ نہیں آیا۔ اکثر تاریخ نویسوں کی رائے یہ ہے کہ اس کا نام سید مہدی کشمیری تھا۔ وہ "کشمیر میں مسلم عہدِ حکومت" (انگریزی) کے مصنف پارمو کے بقول شیعہ یا نوربخشیہ فرقے سے تعلق رکھتا تھا[۱] اور غالباً ڈر کی وجہ سے اپنا نام دانستہ درج نہیں کیا۔ سید مہدی نے یہ تاریخ ۹۹۴ھ میں لکھنا شروع کیا اور اسے ۱۰۲۳ھ تک مکمل کر لیا۔ اکثر

---

[۱] کتاب مذکور ص ۱۰

دوسری تاریخی کتب کی طرح "بہارستانِ شاہی" کا ماخذ بھی راج ترنگنی ہے۔ البتہ ۱۴۹ھ سے بعد کے واقعات اس نے دوسرے ماخذوں سے حاصل کیے ہیں۔ مصنف حیدر ملک چادورہ کا ہم عصر تھا۔ کتاب کے آخر میں ایک قطعہ درج ہے۔ خیال ہے کہ یہ قطعہ خود مصنف کا کہا ہوا ہے۔ اس قطعہ کے شعر یہ ہیں:

بہارستانِ شاہی کردہ شد نام — بود در باغِ عالم تازہ چمن نام
چو تاریخ تمام ایں خوب ارقام — کہ بادا تا قیامت نیک فرجام
بپرسیدم زعقلِ راست تدبیر — بگفتا "نامۂ شاہانِ کشمیر"
۱۰۲۳ھ

یہ تاریخ سلطان شہاب الدین کے بعد سے شروع ہو کر یعقوب شاہ کی وفات پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے قلمی نسخے انڈیا آفس لائبریری اور برٹش میوزیم میں موجود ہیں

تاریخِ ہادی: (تالیف ۱۱۰۸ھ)

اس کا مصنف احمد بن صبور کشمیری ہے۔ وہ خواجہ محمد ہاشم کشمیری کا مرید تھا اور اولیائے کشمیر کی تاریخ اس نے "خوارق السالکین" کے نام سے ۱۱۰۸ھ میں تحریر کی اور بعد میں اسی کا نام تاریخِ ہادی پڑ گیا[1]۔ ملا احمد اپنے وقت کا نامور عالم و صوفی تھا۔ اس نے سید شرف الدین بلبل شاہ سے طوفان شاہ تک کے حالات قلم بند کیے ہیں۔ مادۂ تاریخِ تالیف "شاہ مجذوبان" نکلتا ہے۔ مؤلف نے مادۂ تاریخ اس طرح نکالا ہے اور یہی طوفان شاہ کا سالِ وفات بھی ہے:

رفت طوفان شاہ از دنیائے فانی چون بردن
زد قلم سال وصالش، "شاہ مجذوبان" رقم
۱۱۰۸ھ

اصولاً تو تاریخِ ہادیؔ تاریخ کم اور تذکرہ زیادہ ہے لیکن ہم نے اسے بھی تاریخی کتابوں میں شمار کیا ہے۔

تاریخِ کشمیر: (تالیف ۱۱۲۲ھ)

نرائن کول عاجز کشمیری کی اس شہرۂ آفاق تاریخ کا دوسرا نام "منتخب التواریخ"

---

[1] استوری۔ جلد اول، ص ۱۰۱۳

بھی ہے، یہ کتاب عالم گیر کے آخری عہد میں اور کشمیر یوں کے دیوان عارف خان کی سفارش پر لکھی گئی۔ عاجز نے راج ترنگنی کی تقلید کی ہے اور تاریخی حقائق کو بہت ناقص انداز میں درج کیا ہے بلکہ بعض جگہ انھیں نظر انداز کر دیا ہے[1] عاجز سببِ تالیف اس طرح بیان کرتا ہے:

دریں ایام سعادت انجام کہ چہارم سال فرخندہ فال اعلیٰ حضرت ظل الٰہی مطابق ۱۱۲۲ھ ہزار و یکصد و بست و دو ہجریست، خان ذی شان عارف خان نائب و دیوان صوبہ کتب تواریخ کشمیر مولف بزبانِ سنسکرت کہ مورخان ... آغاز عمارات و زراعت و مدت حکومت سلاطین کشمیر بر اختند جمع کردہ لیشنیدن واقعات حالات رغبت نمود بہ کتاب تواریخ قدیم موتف بزبانِ سنسکرت پرداخت ..... در جستجوے ترجمہ ملک حیدر کہ بنا بر مبالغہ و طول کلام پسند طبائع خاص و عام نبود، افتاد..... و رعایت اختصار و ایجاز و بقلم عجز رقم آوردہ تا طبع مطالعہ کنندگان را ملالی نیارد[2]

اس تاریخ کی عبارت مشکل بلکہ مرصع اور مصنوع ہے۔ البتہ اکثر واقعات مستند و درست درج کیے گئے ہیں۔ اس کے قلمی نسخے یورپ اور ایشیا کے درجنوں کتاب خانوں میں محفوظ ہیں۔

تاریخِ کشمیر: (تالیف: ۱۱۲۹ھ)

موتف حسن ابن علی کشمیری ہے اور یہ کتاب جلال الدین ملک ناجی ابن ملک نصرت کی سفارش پر مرتب کی گئی[3] اس کی اساس بھی کلہن کی راج ترنگنی ہے۔ یہ تاریخ وادیٔ کشمیر کے خشک ہونے کی داستان سے شروع ہو کر ۱۱۲۹ھ کے واقعات پر ختم ہو جاتی ہے۔ مخطوطے بودلیان، برٹش میوزیم میں پائے جاتے ہیں[4]

نوادر الاخبار: (تالیف: ۱۱۳۶ھ)

موتف رفیع الدین احمد متخلص بہ غافل ہے۔ ولسن نے موتف کا نام رفیع الدین محمد

---

[1] ہندو ہسٹری آف کشمیر۔ ولسن، ص ۵۔

[2] قلمی دانشگاہ طہران۔ شمارہ ۵۳۲۸ [3] ایتہ قسمت اول، ص ۱۶۹۔

[4] ملاحظہ ہو فہرست بادلیان ج ۱، ص ۱۶۹ - ایتہ، قسمت اول، ص ۱۷۰۔

لکھا ہے[1] پورا شجرۂ نسب یوں ہے : غافل ابن عبدالصبور ابن خواجہ محمد بلخی کشمیری۔ یہ کتاب ۱۱۳۶ھ میں مرتب ہوئی اور تمام سلاطینِ کشمیر کی مکمل تاریخ ہے۔ اس کا عیب یہ ہے کہ ہندو راجاؤں کے احوال بہت کم اور مختصر بیان ہوئے ہیں اور مولف نے تاریخی واقعات لکھتے وقت غلطیوں پر توجہ نہیں دی[2]۔ یہاں تک کہ اس نے بعض ہندو خاندانوں کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ چونکہ غافل پنڈت کلہن کو کافر سمجھتا تھا اس لیے راج ترنگنی سے خاطر خواہ استفادہ حاصل نہ کر سکا۔ وہ مقدمہ میں لکھتا ہے :

"کلہنا بت پرست و مخالفِ اسلام بود۔ او (غافل) خیالاتِ منکراں را ملحوظ نکردہ یا بد تاریخ شاہانِ کشمیر بنویسد۔"

مگر غافل اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ کتاب میں سبھی مباحث تاریخی مثلاً اصل کشمیر، داستان سلیمان، اولین ہندو راجگان، مسلم سلاطین، شاہ میری، فتح اکبر اور زیبائی کشمیر ملتے ہیں۔ اس کا ایک نسخہ برٹش میوزیم میں موجود ہے[3]۔

تاریخ اعظمی : (تالیف : ۱۱۶۰ھ)

خواجہ محمد اعظم متخلص بہ مستغنی خواجہ خیرالدین ملقب بہ خیرالزمان کشمیری کا بیٹا اور سری نگر کے محلہ دیدہ مر کا باشندہ تھا۔ وہ ۱۱۰۳ھ میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم اخوند عبیداللہ شہید اور ملا عبدالرزاق گوجواری کے مدارس میں پائی۔ سخن گوئی میں وہ مشہور شاعر عبدالحکیم ساطع اور محمد رضا مشتاق کا شاگرد تھا۔ تصوّف میں خواجہ اعظم سلسلۂ مجددی نقشبندی سے منسلک تھا۔ وہ مراد نقشبندی (متوفی ۱۱۳۴ھ) کا مرید اور میرزا اکمل کا خلیفہ تھا۔ تذکرۂ علمائے ہند کے مطابق خواجہ اعظم علمائے نامدار اور مشائخ کبار میں سے تھا۔ وہ شیخ یعقوب صرفی اور بابا عثمان کے خاندان گنائی کا چشم و چراغ تھا۔ خواجہ اعظم کے بھائی کا نام خواجہ نعمت اللہ تھا جو ۱۱۸۰ھ

---

[1] ہندو ہسٹری آف کشمیر ص ۴۔

[2] کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ ، ص ۱۸۹۔

[3] فہرست ج ۱، ص ۲۹۹، شمارہ ۲۴۔۲۹

میں فوت ہوا۔ کشمیر کے اس مایۂ ناز مؤرخ نے ۱۱۷۹ھ میں وفات پائی اور احاطۂ گورستان شیخ بہاء الدین میں دفن کیا گیا[1]۔ وفات کا واقعہ یوں لکھا ہے کہ خواجہ بیمار تھا۔ لوگوں نے طبیب سے استفسار کیا کہ اسے کیا بیماری ہے۔ طبیب نے جواب دیا۔ ضعفِ گردہ۔ اعظم نے اسی وقت تاریخِ وفات کہہ ڈالی:

اگر پرسند اعظم از چہ مُردہ بگو سالِ وفاتش ضعفِ گردہ[2]
۱۱۷۹ھ

خواجہ اعظم نے تاریخ کے علاوہ متعدد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ جن کی تفصیل یہ ہے:
تجربۃ الطالبین (۱۱۴۳ھ)، رسالہ فوائد الرضا (۱۱۳۵ھ)، قواعد المشائخ (۱۱۳۶ھ)، اشجار الخلد (۱۱۴۰ھ)، ثمرات الاشجار (۱۱۴۰ھ)، وسائل الاعظم (۱۱۴۹ھ)، فیضِ مراد (۱۱۳۵ھ)۔ لیکن اعظم کی شہرتِ عام کا باعث اس کی تاریخِ کشمیر ہے جسے اہلِ علم "تاریخِ اعظمی" یا "واقعاتِ کشمیر" کے نام سے جانتے ہیں۔ اعظم نے اسے ۱۱۴۸ھ میں لکھنا شروع کیا، اور ۱۱۶۰ھ میں مکمل کر لیا۔ وہ مقدمہ میں لکھتا ہے:

این مجموعہ ایست در بیان احوال عجوبہ صنائع خالقِ قدیر زیبا ترینِ نقوش نگارستان تقدیر یعنی بلدۂ کشمیر جنت نظیر کہ باتفاق عامہ اربابِ سیاحت و کافہ اصحاب درایت در نزہت و صفا و امنیت و لطافت ہما از اکثر بلادِ عالم ممتاز بلکہ بے انباز است[3]

ترتیب میں راج ترنگنی کی تقلید کی گئی ہے مگر یہ تنہا سیاسی تاریخ نہیں ہے بلکہ اس میں مناظرِ فطرت، مذہب، ادب، جغرافیہ، سبھی چیزیں ذکر ہوئی ہیں "واقعاتِ کشمیر" مغل بادشاہ محمد شاہ (۱۱۳۱-۱۱۶۱ھ) سے منسوب کی گئی ہے۔

یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے کہ ڈاکٹر محمد باقر نے "واقعاتِ کشمیر" اور "تاریخ اعظمی" کو دو جداگانہ کتابیں سمجھا۔ چنانچہ پہلی کو محمد اعظم اور دوسری کو خواجہ محمد اعظم شاہ کی تصنیف

۱۔ تاریخ بڈھ شاہ، فوق مرحوم۔
۲۔ ضمیمہ تاریخ اعظمی، ص ۲۹۱-۲۹۴
۳۔ کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ ص ۱۹۰

قرار دیا[1] جو درست نہیں ہے۔

یہ کتاب ایک مقدمہ تین قسمت اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ: احوال و صفات کشمیر کے بیان میں۔

قسمت اول: ان راجاؤں کا ذکر جنھوں نے کشمیر میں ورود اسلام سے قبل حکومت کی۔

قسمت دوم: ایسے سلاطین کا بیان جو اسلام آنے کے بعد برسر اقتدار آئے اور جو کشمیری الاصل تھے۔

قسمت سوم: سلاطین چغتائیہ کا بیان جو کتاب کے سال تصنیف تک حکمران رہے۔

خاتمہ: بعض عجائب و غرائب کا بیان جو کشمیر سے مخصوص ہیں۔

"واقعات کشمیر" کے بعض اہم ماخذوں کی فہرست درج ذیل ہے: راج ترنگنی، تاریخ سید علی، تاریخ رشیدی، تاریخ حیدر ملک چادورہ، ریشی نامہ (بابا نصیب الدین) اسرار الابرار (بابا داؤد مشکواتی) آثر عالمگیری وغیرہ۔

یہ تاریخ کئی بار شائع ہو چکی ہے۔ اس کا ترجمہ منشی اشرف علی دہلوی نے ۱۸۴۶ء میں دہلی سے شائع کیا تھا۔ مخطوطات، پنجاب یونیورسٹی لاہور، برٹش میوزیم کلکتہ، بودلیان، بانکی پور وغیرہ میں موجود ہیں۔

بیان واقع (تالیف: ۱۱۶۶ھ)

ملا عبدالکریم ابن خواجہ عاقبت محمود ابن خواجہ محمد بلخی ابن محمد رضا[2] کشمیر میں پیدا ہوا اور یہیں ابتدائی علوم سیکھے۔ اس کا نام عبدالرحیم بھی آیا ہے[3] جو زیادہ درست معلوم نہیں ہوتا۔ خواجہ کو بچپن ہی سے دیار محبوب کی زیارت کا شوق تھا اور یہی شوق اسے سری نگر سے کشاں کشاں دہلی لایا۔ جب نادر شاہ افشار نے دہلی پر حملہ کیا تو خواجہ عبدالکریم اسی شہر میں مقیم تھا۔ ان دنوں

---

[1] ملاحظہ ہو کلیات جویا تبریزی چاپ لاہور

[2] کشمیر ۲۵، ص ۳۸۰۔

[3] فہرست برٹش میوزیم ج ۱، ص ۳۸۱۔

عرب جانے والے اہم راستے نادر شاہ کے قبضے میں تھے۔ لہٰذا ملا عبدالکریم کی ذہانت وفطانت سے بے حد متاثر ہوا اور اسے ۱۱۵۱ھ میں ملازمانِ دربار میں شامل کر لیا۔ بعد میں غیر معمولی ذہانت وقابلیت کی وجہ سے اسے وزیر خارجہ بنا دیا گیا[1] اسے ایک بار نادر شاہ نے لاکلاوا (روس) اور ترکی میں قائدِ وفد بنا کر بھیجا تھا۔ جب وہ ان ممالک سے کامیاب ہو کر لوٹا تو اسے حج کی اجازت ملی۔ چنانچہ وہ میرزا محمد قاسم جو نواب معتمد الملک سید علوی خان حکیم باشی کے نام سے مشہور ہے، کے ساتھ حج کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ حج کرنے کے بعد مُلا عبدالکریم ہگلی گیا اور مدت تک ہندوستانیوں اور یورپینوں کے سیاسی واجتماعی افکار کا مطالعہ کرتا رہا۔

بالآخر ملا عبدالکریم کشمیر آگیا اور بقیہ زندگی یہیں بسر کی۔ یہاں پہنچنے پر اس کے دوستوں نے اصرار کیا کہ وہ اپنی یادداشتوں کو ضبطِ تحریر میں لائے۔ چنانچہ نادر شاہ کے اس عظیم وزیر خارجہ نے یادداشتوں کو مرتب کیا اور یہ کتاب "تزک ملا عبدالکریم" کے نام سے مشہور ہوئی۔ اسی کا دوسرا نام "بیانِ واقع" بھی ہے۔ گلیڈون نے اس کا انگریزی ترجمہ ۱۷۹۳ء میں شائع کیا تھا۔ اور پھر اسی انگریزی کا فرانسیسی ترجمہ لانگ لی نے ۱۷۹۷ء میں پیرس سے شائع کیا تھا۔ "بیان واقع" کا نام "نادر نامہ" اور "تاریخ نادری" بھی آیا ہے[2]۔ "بیانِ واقع" کا طرزِ تحریر بہت عمدہ اور موثر ہے اور یہ نہایت اہم سیاسی معلومات کا مرقع ہے، دربارِ ایران اور ان واقعات کی تفصیل ملتی ہے جو ۱۷۴۹ - ۱۷۳۹ء کے مابین پیش آئے۔ یہ کتاب پانچ ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے:

باب اول: نادر شاہ کا عروج اور ہند پر اس کا حملہ۔

باب دوم: قزوین کی طرف اس کی مراجعت اور توران، خراسان ومازندران سے عبور۔

باب سوم: مصنف کی عراق، شام اور عرب کی طرف مسافرت اور اس کی واپسی ازراہِ آبی بطرف ہگلی۔

۱؎ کشمیر ج ۲، ص ۳۸۰۔

۲؎ فہرست برٹش میوزیم ج ۱، ص ۳۸۲۔

باب چہارم : تاریخ ہند از آمدن مصنف بہ بنگال تا وفات محمد شاہ (۱۷۴۸ء)
باب پنجم : واقعات عہدِ احمد شاہ[۱] (۱۷۴۸-۵۴ء)
ملا عبدالکریم کی دوسری "تالیف" عبرتِ مقال" ہے جو شاہ عالم کی تاریخ عمومی سمجھی جاتی ہے۔ اس میں پنجاب کے تاریخی و سیاسی حالات بھی ملتے ہیں۔ یہ کتاب ۱۸۱۶ء میں تالیف ہوئی۔ اور اسی سال ملا عبدالکریم نے وفات پائی۔

"بیانِ واقع" کے قلمی نسخے لندن اور لاہور میں ہیں، اس کا متن ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان (لاہور) کے اہتمام سے ۱۹۷۰ء میں چھپ چکا ہے۔

شاہنامۂ کشمیر : (نظم : ۱۱۷۴ء)

راجہ سکھ جیون مل، بھیرہ (پنجاب) کا رہنے والا تھا۔ اس نے پہلے پہل احمد شاہ ابدالی کے وزیر اعظم شاہ ولی خان کے ہاں سیاسی خدمات کا آغاز کیا مگر بعد میں اسے کشمیر کا گورنر مقرر کیا گیا، اور آٹھ سال چار ماہ آٹھ دن (۱۷۵۳-۶۲ء) تک یہ خدمت بجالاتا رہا۔ سکھ جیون جامع کمالات شخصیت کا مالک تھا۔ وہ ماہرِ لسانیات بھی تھا اور عالم بھی، سیاست دان بھی تھا اور شاعر بھی[۲] اس نے ہشت سالہ دور استانداری (۱۱۶۷-۷۴ھ، ۱۷۵۳-۶۲ء) میں کشمیر کی سیاسی تاریخ نظم کرانے کے لیے اپنے عہد کے سات ممتاز کشمیری شعرا کا بورڈ بنا کر ہر شاعر کو تاریخ کے مختلف حصے نظم کرنے کی غرض سے دے دیے تھے اور فی شعر ایک روپیہ مقرر کیا تھا۔ بدقسمتی یہ ہوئی کہ سکھ جیون نے نور الدین بامزائی (عہد ۱۷۶۲-۶۲ء) سے شکست کھائی اور بعد میں اسے ہاتھی کے پاؤں تلے روند ڈالا گیا اور اس طرح ایک عظیم علمی و تاریخی کارنامہ نامکمل رہ گیا۔

مذکورہ بالا سات شاعروں کی تفصیل اس طرح ہے :

محمد علی متین ابن عصام الدین کشمیر کے مشہور شاعر عبدالغنی قبول کا شاگرد تھا۔ اس نے

---

[۱] بیان واقع قسمت اول، ص ۲۶۰
[۲] ملاحظہ ہو: کشمیر مسلم سلاطین کے عہد میں (انگریزی) ص ۳۵۸۔

۱۱۷۹ھ میں وفات پائی۔

عبدالوہاب متخلص بہ شائق کھوئی ہامہ کشمیر کا باشندہ تھا۔ اس نے "ریاض الاسلام" کے نام سے سادات بزرگان ریشی، اور حضرت حمزہ مخدوم کے حالاتِ زندگی ساٹھ ہزار شعروں میں نظم کیے تھے۔ شاہنامہ کشمیر کا یہ حصہ کشمیر میں ملتا ہے۔

محمد جان بیگ متخلص بہ سامی سعید بیگ کا بیٹا اور عبدالرشید بینوا کا شاگرد تھا۔ اس نے ۱۱۹۵ھ میں دہلی میں وفات پائی۔

ملا توفیق (متوفی ۱۱۹۷ھ) ملا ساطع اور مشتاق کا شاگرد تھا۔ وہ بعد میں ملک الشعرا بنا۔ اس نے کشمیر کی سیاسی تاریخ دو ہزار شعروں میں نظم کی تھی۔ اس کا کلام سری نگر کی ریسرچ لائبریری میں محفوظ ہے۔

بورڈ کا ایک اور رکن رحمت اللہ نوبد تھا۔ دو دوسرے شاعروں یعنی راجح اور حسن کے حالات نہیں مل سکے۔

باغِ سلیمان: (نظم ۱۱۹۴ھ)

میر سعد اللہ شاہ آبادی (متوفی ۱۱۹۴ھ) آرام گاہ میں متولد ہوئے تھے۔ ان کے والد کابل سے ترکِ وطن کر کے اس گاؤں میں آن بسے تھے۔

میر صاحب بڑے عالم اور صاحبِ ذوق شاعر و بزرگ تھے اور سعادت تخلص رکھتے تھے۔ ویسے تو وہ کئی کتابوں کے مصنف بتائے جاتے ہیں لیکن "باغِ سلیمان" ان کی مشہور منظوم سیاسی تاریخ ہے۔ اس میں قصص و حکایات بھی نظم ہوئی ہیں۔ یہ تاریخ ۱۱۹۴ھ میں مکمل ہوئی۔ بیشتر واقعات "تاریخ اعظمی" سے ماخوذ ہیں۔ میر صاحب نے موضع منڈاہ، پرگنہ شاہ آباد کشمیر میں وفات پائی۔ "باغِ سلیمان" کے دو قلمی نسخے ریسرچ لائبریری سری نگر میں ہیں۔

گوہر نامۂ عالم: (تالیف ۱۱۸۸ھ)

بدیع الدین ابوالقاسم محمد اسلم منعمی خواجہ محمد اعظم دیدہ مری مؤلف واقعاتِ کشمیر کا فرزند تھا۔ منعمی عہدِ اورنگ زیب (۱۰۶۸ء – ۱۱۱۹ھ) کا مورخ تھا۔ اس نے گوہر نامۂ عالم شاہ عالم دوم (۱۱۷۳ – ۱۲۲۱ھ) کے زمانہ میں لکھی اور اسی بادشاہ کے نام معنون کی۔ کتاب مذکور کشمیر کی

مفصل ترین فارسی تاریخوں میں شمار ہوتی ہے - یہ تاریخ ایک مقدمہ چھ طبقات اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے - ترتیب حسب ذیل :

طبقۂ اول : کشمیر قبل از عہد تاریخ -

طبقۂ دوم : دورۂ اول کے اساطیری خاندان -

طبقۂ سوم : خاندان شاہمیری -

طبقۂ چہارم : خاندان چک -

طبقۂ پنجم : عہدِ تیموری -

طبقۂ ششم : عہدِ افغانان -

خاتمہ : عجائباتِ کشمیر (۱)

گوہر نامۂ عالم کی تصنیف کے وقت منشی کے پیشِ نظر ایک نیم تاریخی کتاب نور نامہ رہی ہے جو شیخ نورالدین ولی کے احوال کا مجموعہ ہے - کہا جاتا ہے کہ اسے احمد علامہ نے زین العابدین بڈھ شاہ کے عہد میں کشمیری سے فارسی میں ترجمہ کیا تھا - کتاب کے دیگر مآخذ کی فہرست یہ ہے :

راج ترنگنی، تاریخ رشیدی، منتخب التواریخ (حسن بیگ) تاریخ حیدر ملک، درجات السادات (خواجہ اسحٰق) تحفۃ الفقرا، رسالہ شیخ محمد مراد نقشبندی، مآثر عالم گیری (مستعد خان) اقبال نامۂ جہانگیری (معتمد خان) نوادر الاخبار، مجالس المومنین، دستور العمل سلاطین (سید مبارک خان) روضۃ صفا (مجلد ثامن) وغیرہ -

گوہر نامۂ عالم ۱۱۹۰ - ۱۲۰۰ھ کے درمیان مرتب کی گئی تھی - اس کتاب کی سب سے زیادہ اہمیت یہ ہے کہ اس میں اس وقت کے مدارس و معابد کی بڑی تفصیل ملتی ہے - مقدمہ میں کشمیر کا مکمل جغرافیہ دیا گیا ہے -

اس کے قلمی نسخے انڈیا آفس لائبریری برٹش میوزیم، کلکتہ اور بودلیان میں موجود ہیں -

---

(۱) فہرست ایوانف، ص ۵۹